سلسلہ تقاریر "الٓمّٓ" (۲)

سورۂ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ
وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ
بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ صدق اللہ العظیم ۝

السلام علیکم نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد

قرآن حکیم کی جن سورتوں کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے ان میں ترتیب مصحف کے اعتبار سے آخری سورہ لیکن ترتیب نزولی کے اعتبار سے سب سے پہلی سورت، سورہ نٓ ہے۔ جس کا دوسرا نام سورۃ قلم بھی ہے اور جو مصحف میں ۲۹ ویں پارے میں دوسری سورہ ہے۔ اس سورہ مبارکہ کی ابتدائی ۱۷ آیات کے بارے میں بہت سے محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ دوسری وحی ہے جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ پہلی وحی ان آیات پر مشتمل تھی جو تیسویں پارہ میں سورہ علق کے آغاز میں ہیں اور دوسری وحی یہ ہے۔

ان آیات کا مضمون سیرت محمدی علٰی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا ایک نہایت اہم باب ہے یہ بات بادنیٰ تامل سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب آنحضورؐ پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ کی طرف سے اسکی اطلاع کچھ لوگوں کو ہوئی مثلاً سب سے پہلے زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو پھر ورقہ ابن نوفل کو پھر آپؐ کے احباب کو۔ تو یہ خبر جب مکہ میں کسی قدر پھیلی تو اس کا

پہلا ردعمل یہی تھا جو مخالفین کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے اور موافقین کی جانب سے ہمدردی کے ساتھ بھی کہ نہ معلوم کیا حادثہ ہوا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ خدانخواستہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دماغی توازن درست نہ رہا ہو۔ کہیں جنون کا عارضہ تو لاحق نہیں ہو گیا۔ ان ؐ کا یہ فرمانا کہ میرے پاس فرشتہ آیا جو آسمان سے وحی لے کر آیا ہے کیونکہ مکہ کے بسنے والے ان بنیادی امور سے بہت حد تک ناواقف ہو چکے تھے۔ نبوت کا علم ان کے ہاں تقریباً ناپید تھا۔ لہذا یہ بات ان کیلئے بڑے تعجب کا باعث ہوئی۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا پہلا ردعمل یہی تھا جو ہمدردی کے طور پر بھی ظاہر ہوا اور کچھ لوگوں نے استہزاءً بھی یہ بات کہی کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جنون کا عارضہ ہو گیا ہے یا کسی بدروح کا سایہ ہو گیا ہے کہ انہیں اچانک یہ بات نظر آنے لگی کہ کوئی فرشتہ آیا ہے اور وحی لے کر آیا ہے۔ معاذاللہ

پھر یہ بات بھی بادنیٰ تفکر سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس کے نتیجہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملول بھی ہوئے ہونگے۔ غمگین بھی ہوئے ہوں گے۔ وہ ہستی کہ جو مکّے والوں کی آنکھ کا تارا تھی جن کے لئے "الصادق اور الامین" کے الفاظ وہ استعمال کرتے تھے۔ جن کی راہ میں آنکھیں بچھاتے تھے، آج جب ان کے بارے میں ایسی باتیں کہی جارہی تھیں تو اسکی وجہ سے ایک غمگینی اور ایک رنجیدگی کی کیفیت تھی کہ جو حضور ؐ پر طاری ہوئی اب اس پس منظر میں اگر ابتدائی آیات کا مطالعہ کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ وحی الٰہی کس طرح حضور کی تسلی و تشفی اور دلجوئی کے لئے نازل ہوئی۔

نٓ ۚ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔

نٓ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ کہ وہ لکھتے ہیں آپ اپنے رب کی رحمت سے اپنے رب کے فضل و کرم سے ہرگز مجنون نہیں آپ ملول اور غمگین نہ ہوں دنیا والوں کے کہنے سے آپ خدانخواستہ مجنون نہ ہو جائینگے۔

ہاں آپ ؐ کو جو یہ باتیں سننی پڑ رہی ہیں ان کی وجہ سے آپ ؐ کے اجر میں

اضافہ ہوگا آپؐ کو وہ اجر ملے گا جس کا سلسلہ کبھی منقطع ہونے والا نہیں ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو اخلاق حسنہ کی معراج پر فائز ہیں۔ آپؐ جیسے اخلاق کا حامل بھی کبھی کسی نے کوئی دیوانہ دیکھا ہے۔ آپؐ کی طہارت و پاکیزگی اور اخلاق حسنہ اظہر من الشمس ہیں آپؐ جیسے بلند مقام سیرت و کردار کا حامل کبھی کوئی مجنون ان کو نظر آیا ہے انسان کی عقل کا معاملہ ہو یا اس کا وہ علمی سرمایہ ہو جو اس نے قلم کی مدد سے فراہم یا جمع کیا ہے۔ وہ سب اس پر گواہ ہیں کہ آپؐ اپنے ربّ کے فضل وکرم سے ہرگز مجنون نہیں ہیں پھر اس کے بعد مزید تشفی آئی۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ٥

یہ کوئی دن کی بات ہے۔ اے نبی آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ بھی دیکھ لیں گے

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ٥

کہ دماغ کس کا چل گیا تھا؟ بچل کون گیا تھا؟ جنون کا عارضہ کسے ہو گیا تھا؟ آپ پر فقرے چست کرنے والوں کا یا معاذ اللہ آپ کا؟

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ٥

آخری بات یہ ہے کہ آپؐ کا ربّ خوب جانتا ہے کہ کون اسکی راہ سے چل گیا ہے؟ اور کون سیدھی راہ پر ہے۔

یہ ہے اس سورہ مبارکہ کے آغاز کا مضمون۔ اس کے بعد ایک بحث آئی ہے ایمان بالآخرت کے ضمن میں ایک تمثیل کے پیرائے میں سمجھایا جاتا ہے کہ جس طریقے سے اس دنیا میں انسان اسباب مادی سے دھوکہ کھا کر آخرت کے جو عواقب اور نتائج نکلتے ہیں۔ ان سے بے پرواہ ہو جاتا ہے لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اتفاقی حادثہ کوئی ایسی آفتِ سماوی کہ جس کا اسے کوئی خیال تک نہ تھا،

اس کے تمام نقشوں کو تلپٹ کر کے رکھ دیتی ہے تب اس کی آنکھیں اچانک کھلتی ہیں کہ ان اسباب اور وسائل مادیہ کے علاوہ بھی کوئی قوت ہے جو ان سب کو کنٹرول کر رہی ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن جب آنکھ کھلے گی تو محسوس ہوگا کہ دنیا میں ہم جو کچھ کرتے رہے جو بھاگ دوڑ دنیا کی کمائی کے لئے کی۔ یہاں یعنی آخرت کے لئے کچھ جمع نہ کیا۔ یہاں ہم نے کچھ اپنی کمائی کا حصہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھوں بھجوایا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ جس طرح کا کفِ افسوس دنیا میں کسی حادثے سے دوچار ہونے والے ملتے ہیں، اسی طرح ان منکرینِ قیامت کو قیامت کے دن کفِ افسوس ملنے ہونگے۔

آخیر میں پھر حضورؐ کی طرف التفات ہے کہ اے نبیؐ آپ صبر کیجئے! آپ کو یہ سب کچھ سننا ہوگا، جھیلنا ہوگا۔ دیکھئے اس مچھلی والے کی مانند نہ ہو جایئے۔ مراد ہے حضرت یونس علیہ السلام جن کو ایک مقام پر ذوالنون کہا گیا ہے اور یہاں صاحب الحوت کہا گیا ہے انہوں نے بھی حکم خداوندی کا انتظار کیئے بغیر اپنی قوم سے علٰحدگی اختیار کر لی تھی اور ہجرت کر لی تھی لہذا اللہ تعالٰی کی طرف سے گرفت ہوئی۔ ان کی طرف اشارہ ہو رہا ہے اگرچہ یہ بات واضح ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی یہ خطا اجتہادی تھی جو کسی نفسانیت پر مبنی نہ تھی۔ معاذ اللہ، نہ اسمیں جانب شر کوئی رجحان تھا بلکہ حق کی حمیت و غیرت کے تقاضے میں وہ منکرین سے مایوس ہو کر اور ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے لیکن انہوں نے جو کسی قدر بے صبری کا مظاہرہ کیا اور حکم خداوندی کا انتظار نہ کیا تو ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۘ

اے محمدؐ! اب یہ جو بارِ نبوت آپ کے شانے پر آگیا ہے یہ کوہِ گراں — آپ کو اس کا تحمّل کرنا ہی ہوگا۔ جھیلنا ہوگا، برداشت کرنا ہوگا۔ جھیلئے اور برداشت کیجئے۔ اور اس مچھلی والے کی مانند نہ ہو جایئے گا کہ جس نے کچھ جلدی

کی تھی تو اللہ تعالےٰ نے گرفت فرمائی ۔ آخیر میں فرمایا کہ آپ کے مخالفین و معاندین آپ پر ہر حربہ آزمائیں گے ۔ اپنی نگاہوں کی طاقت اور تمسخر و استہزا سے بھی آپ کے قدموں کو ڈگمگانے کی کوشش کریں گے لیکن آپ جمے رہیں ۔ دعوت و تبلیغ پڑ مزید براں یہ بات واضح کی گئی کہ یہ قرآن اور اسکے حامل محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم اس عالم انسانیت کے لئے ایک یاد دہانی ہیں ، تذکیر ہیں ، نصیحت ہیں ۔

آغاز میں جو حرف نٓ آیا ہے ۔ اس کی جانب ایک اشارہ کیا جاچکا ہے کہ ذوالنون ہیں حضرت یونس علیہ السلام اور حرف نٓ سے اس سورہ کا آغاز کیا گیا ۔ جن کے ذکر پہ اس سورہ مبارکہ کا اختتام ہوا ہے ۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ مچھلی کے پیٹ میں جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کرکے بارگاہ خداوندی میں توبہ کی تو ان کی یہ توبہ قبول کی گئی اور ان کو دوبارہ انکی قوم کی طرف بھیجا گیا اور قوم مشرف بالاسلام ہوئی ۔

بارک اللہ لی و لکم فی القرآن العظیم و نفعنی و إیاکم بالآیات والذکر الحکیم ۔